مولانا عبدالقیوم حقانی

جہاد افغانستان

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْب

افغانستان کو دوسرا لبنان بنانے کا خطرناک منصوبہ ناکام ہوگا

جہاد افغانستان اپنے آخری، نتیجہ خیز اور نازک ترین مرحلہ میں داخل ہوچکا ہے نجیب اللہ راہ فرار اختیار کرچکے ہیں جنگی اہمیت کے متعدد علاقوں اور ہوائی اڈوں سمیت جلال آباد فتح ہوچکا ہے اور کابل کے گرد مجاہدین کا حصار مضبوط اور مستحکم ہوتا جارہا ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْب ۔

زمانہ خیر القرون سے صدیوں بعد اور پندرہویں صدی کے اس مادیت پرستی اور ہزار انتشار و اختلاف کے باوجود بھی، ٹوٹی پھوٹی باہمی بے اعتمادیوں اور نا اتفاقیوں کے باوصف جہاد اسلامی نے سوویت یونین کو دنیا سے مٹا دیا۔

وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کو آزادی کی نعمت بخشی، جہاد کشمیر میں روح ڈالی فلسطین کے مجاہدین کے لیے نمونہ عمل قائم کیا، ہندوستان میں پستے ہوئے مسلمانوں کا ولولہ تازہ دیا۔ چین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے فتح و انقلاب کی راہ ہموار کی۔ دنیا نے انسانیت کو اسلام کی زندگی اور عظمت کا درس دیا۔

ہم جس دنیا میں زندگی بسر کررہے ہیں اس میں بعض مسائل حماقت سے پیدا ہوتے ہیں جو ذہانت سے حل کرلیے جاتے ہیں بعض مسائل غفلت اور کوتاہی سے پیدا ہوتے ہیں جو خصوصی توجہ اور دلچسپی سے حل ہو جاتے ہیں بعض مسائل طاقت کے استعمال سے پیدا ہوتے ہیں وہ صرف طاقت ہی کے ذریعہ حل ہوسکتے ہیں۔

فلسطین اور کشمیر کی طرح افغانستان کا مسئلہ بھی طاقت کا پیدا کردہ مسئلہ تھا جسے صرف طاقت ہی سے حل کیا جاسکتا تھا اگر کوئی پہلوان اکھاڑے میں آکر چیلنج کرے تو آپ اسے دلائل کے ذریعہ یا بلند پایہ وکلاء کی قانونی موشگافیوں سے یا قراردادوں سے زیر نہیں کرسکتے اسے طاقت ہی کے ذریعہ زیر کیا جاسکتا ہے۔

افغان مجاہدین نے عملی میدان میں اس کا ثبوت مہیا کردیا ہے وسطی ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں نے بھی اس راز کو پالیا فلسطینی بھی اسی فلسفہ کو سمجھ گئے اور کشمیریوں کے لیے بھی واحد راستہ یہی ہے۔ تاریخ کی شہادت اور اس کا فیصلہ یہ ہے کہ دنیا کی قسمت کو کمزور، بے وسیلہ، نہتے اور قلیل تعداد رکھنے والے صاحب عزیمت اور حوصلہ مند لوگوں نے سنوارا اور سپر پاور کے زعم میں مبتلا لوگوں نے بگاڑا اور تباہ کیا ہے ان سپر طاقتوں کا زوال ہمیشہ کمزور لوگوں کے

ہاتھیوں سے ہوا ہے۔

ابابیل کی کنکریوں اور ابرہہ کے ہاتھیوں کی داستان پوری تاریخ انسانیت میں تسلسل کے ساتھ چلی آرہی ہے ازل سے طاقت کے دو تصور ایک دوسرے کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔ ایک تصور کثرت تعداد، کثرت وسائل، لاؤلشکر، وسعت زمین، اور قوت اقتدار پر مبنی ہے، دوسرا تصور موقف کی صداقت، عزم وحوصلے، صبر وایثار اور ایمان و یقین کی قوت و کامیابی پر مبنی ہے۔ ان میں سے پہلے کی شکست اور دوسرے کی فتح تاریخ کا اٹل اصول ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں کبھی کسی بڑی قوت کو زوال نہ آتا اور کمزوروں کو کبھی ابھرنا اور نجات پانا نصیب نہ ہوتا۔ نمرود فرعون، ہامان، شداد، کفار مکہ، قیصر وکسریٰ یزید، نوآبادیاتی دور کی قوتیں انگریز و لندیزی، پرتگالی، فرانسیسی جرمنی اور اب ہمارے دور کی سپر طاقتیں تباہ شدہ روس اور امریکہ سب پہلا تصور قوت رکھتی ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت محمدؐ حضرت حسینؓ ٹیپو سلطان، شیخ الہند محمود الحسن اور افغان مجاہدین دوسرے تصور قوت سے وابستہ ہیں۔

ہماری آنکھوں کے سامنے الجزائریوں سے فرانس نے انڈونیشیوں سے ہالینڈ نے ملایا اور ہندوستان کے لوگوں سے انگریزوں نے اور اب افغانوں سے روس نے شکست کھائی ہے۔ تاریخ کی شہادت آپ کے سامنے ہے ان تمام متقابل قوتوں کا موازنہ کیجئے ایک اپنے دور کی سپر طاقت اور دوسری نہایت کمزور و نحیف، مگر مٹا کون؟ اور ابھرا کون؟ —— بالآخر روس اپنے تمام تر وسعتوں، وسائل واسباب اور پروپیگنڈے کے باوجود حواس باختہ ہوکر افغانستان سے نکلنے پر نہ صرف مجبور ہوگیا بلکہ اپنا وجود بھی کھو بیٹھا لیکن یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہوسکا جب ایک نہتی اور بے وسیلہ، لیکن پر عزم اور حوصلہ مند قوم نے اس سپر پاور کو للکارا اور اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

جنگوں کے فیصلے اگر صرف اسلحہ کی کثرت فوجیوں کی تعداد و وسائل کی فراوانی، رقبے کی وسعت اور اقتدار کی قوت ہی کے بل پر ہوتے تو پھر دشمن آپس میں ان چیزوں کی فہرستوں کا باہمی تبادلہ کر کے فتح وشکست کا فیصلہ کر لیا کرتے اور میدان جنگ میں برسر پیکار ہونے کی کبھی نوبت نہ آتی نہ الجزائر کے لوگ فرانس سے لڑتے نہ انڈونیشیا والے ہالینڈ کے خلاف جنگ آزادی لڑنے کا حوصلہ ہوتا، نہ ٹیپو سلطان انگریزوں کی قوت قاہرہ کو للکارتے نہ شیخ الہند محمود حسن کو ریشمی رومال کی تحریک چلانے کی نوبت آتی نہ برصغیر کے مسلمان مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے برطانوی اقتدار کو چیلنج کرتے نہ آج فلسطین کے نہتے عوام اسرائیلی فوج سے پتھروں کے ساتھ لڑتے نہ افغانوں کو روسی اژدہے اور ایک عظیم سپر طاقت سے ٹکرا جانے کا خیال آتا نہ معرکہ بدر برپا ہوتا نہ قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں کبھی ختم ہوتیں مگر تاریخ کی شہادت کیا ہے؛ صرف یہ کہ کفر وظلم اور جبر واستبداد کی ہر بڑی طاقت کو اپنے چھوٹے سے بے وسیلہ مگر

جہادِ اسلامی کے علمبردار حریف کے ہاتھوں شکست ہوئی اور زوال سے دوچار ہونا پڑا یہ کل کی بھی تاریخ تھی اور آج بھی اسے افغانوں نے دوبارہ دہرا دیا ہے۔

ہم مسلم قومیت کے تصور پر یقین رکھتے ہیں اور اس کے حوالے سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمان جہاں جہاں مغلوب ہے وہاں مسلم دشمن طاقتوں سے نجات حاصل کرے اور آزادی سے ہمکنار ہو، کشمیر کا مسلمان بھارت سے آزادی حاصل کرے فلسطین کا مسلمان اسرائیل اور امریکہ کے تسلط سے آزاد ہو جس طرح کہ افغانستان کے مسلمان نے روس کے بیرونی تسلط اور پھر امریکی سیاسی پالیسی کی یلغار سے نجات حاصل کر لی ہے۔

مسلم قومیت کا رشتہ وحدت ہی ہماری عافیت اور سلامتی کی مضبوط ضمانت بن سکتا ہے پاکستان کے ایک طرف اسلامی افغانستان دوسری طرف کشمیر کے آزاد اور پاکستان سے وابستہ مسلمانوں کی اضافی قوت موجود ہو اور اس کے ساتھ ہی آزاد ترکی کا سایۂ دوستی اور رشتہ ایمان و اخوت ہمارا دست و بازو بنے یہ پورا مسلم بلاک موجود ہو تو بھارت یا امریکہ میں کس کو جرأت ہوگی کہ ہماری طرف بدنیتی سے آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔

جہادِ افغانستان کے نقد ثمرات کے نتیجہ میں بحمدللہ اسلام دو سپر طاقتوں کی چکی کے دو پاٹوں میں پھنسی اور پسی ہوئی دنیا کے درمیان ایک تیسری توانا قوت کی حیثیت سے اُبھر رہا ہے اور یہ اعزاز بھی اس خطے کو حاصل ہے کہ یہاں کے ایک پڑوسی مسلم ملک نے روس کو شکست دے کر نہ صرف اس کی طاقت کا طلسم توڑ دیا بلکہ دنیا کے وجود میں اس کا نقشہ تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ یہی اُبھرتی ہوئی تیسری طاقت انشاءاللہ فلسطینی مسلمانوں، کشمیری مسلمانوں اور دنیا کی دوسری مظلوم اور مغلوب اقوام کو نجات دلاتے گی۔

بہرحال اور اب وہ دن دور نہیں جب کابل پر اسلام کا جھنڈا لہرا دیا جائے گا ملکی سالمیت، امن عامہ، تعمیر نو نفاذ شریعت اور اسلامی انقلاب کا مرحلہ بہت قریب ہو چکا ہے۔ جوں جوں فتح کی منزل قریب تر ہوتی جا رہی ہے امریکہ اور اقوام متحدہ جو امریکی مصالح اور مفادات کے تحفظ کا انتظامی ادارہ بن چکا ہے اپنی سازشوں، اسلام دشمن روش، جھوٹے پروپیگنڈا اور فرضی حل اور فرضی منصوبہ بندی نا منصفانہ کردار، لاکھوں شہداء کے خون کا استہزاء عزتوں کی تاراجی، مجاہدین کی قربانیوں اور افغان عوام کی اُمنگوں خواہشوں اور ضرورتوں کو نظر انداز کر کے صرف اور صرف جبر و استبداد، کفر کی خواہشوں اور ہنود و یہود اور مغربی اقوام کے تحفظات کی ضمانت پر مبنی انتقالِ اقتدار کے لیے کوشاں ہیں۔

ان کے اعصاب پر جہادِ اسلامی کے مفروضہ نتائج کا خوف مسلط ہے جس کے پیشِ نظر وہ حقیقی خطرات و اسباب

کی تصدیق کے بغیر محض اوہام، اندیشوں اور مفروضات کی تحریک پر مسلمانوں کی قوت، استحکام اور توانائی کے ہر امکان کو تدبیر سازش، قوت، سیاسی پالیسی غرض بہر صورت ختم کر دینے پر تلے ہوئے ہیں۔

گذشتہ دو تین ماہ میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ایلچی بینن سیون کے کردار اور اقوام متحدہ کے جھوٹے پروپیگنڈوں میں ان کی اس مریضانہ سوچ نے جنون و سوداکی صورت اختیار کرلی ہے۔ کفر کی تمام تر قوتیں جہادِ افغانستان کے انقلابی ثمرات کو اپنے مستقبل کے لیے خوفناک امکانات کا مصدر تصور کرتے ہیں مجاہدین کی روحِ جہاد، مسلسل جہاد عزیمت اور جذبہ انقلاب اسلامی انہیں خوفناک بلائیں محسوس ہونے لگی ہیں۔

جب افغانستان میں روس کی بدترین جارحیت عروج پر تھی تو اقوام متحدہ کو انگڑائی لینے کا تصور بھی نہ آیا لیکن اب جب روس کی تحلیل کے بعد مجاہدین کا جہاد اپنے منطقی اور فطری نتائج سے قریب تر ہے تو اقوام متحدہ اس کے نتائج کو بدلنے کے لیے اچانک سرگرم عمل ہوگیا ہے اور نہتے و مظلوم افغان مجاہدین کی مدد کرنے کے بجائے ان سے پہلے پہلے ان کا اقتدار اچک کر نامعلوم قوتوں کے حوالے کرنے کی مذموم منصوبہ بندی شروع کر دی ہے جنیوا معاہدہ کے تحت اقوام متحدہ اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرسکا مگر اب وہ چوکس اور اپنا کردار ادا کرنے میں متحرک ہے۔

اس موقع پر بھی پاکستان کے مذموم کردار پر دکھ ہوا ہے کہ ذمہ داران حکومت دفتر خارجہ اور ذرائع ابلاغ افغان مجاہدین سے اپنے ماضی کے تمام رابطوں، نصرت و تعاون، موقف حقہ اور تاریخ ساز کردار کو فراموش کر کے امریکہ و اقوام متحدہ کے جھوٹے پروپیگنڈے کا وسیلہ بن کر رہ گئے۔

ہم اب بھی یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں یہ مسئلہ افغان قیادت، محاذِ جنگ کے جرنیلوں اور ۱۳ سال سے برسرپیکار غازیوں اور افغان عوام کا ہے اور وہی اسے حل کرنے کا برتر، بہتر اور اول حق رکھتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ایسے حالات میں بھی افغان جہاد سے کوئی سازش کی گئی اور ان پر باہر سے کوئی حکومت مسلط کر دی گئی تو اس کا انجام بھی ذرمحمد ترکئی، حفیظ اللہ امین، ببرک کارمل اور نجیب کی حکومت جیسا ہوگا۔

بدقسمتی سے افغانستان کے عوام کی تیرہ سال قربانیوں کا جب پھل سمیٹنے کا وقت آیا ہے تو بعض شاطر قوتوں کی دسیسہ کاری اور بعض رہنماؤں کی بے تدبیری کے باعث کھیل ہاتھ سے نکلتا نظر آرہا ہے انتقال اقتدار کا مرحلہ اور صورت حال کی غیر یقینی کیفیت غیر پیچیدگیوں اور گھمبیرتی چلی جا رہی ہے۔ خدا نہ کرے کہ یہ صورتحال بتدریج خانہ جنگی، جماعتی تعصب باہمی قتال کی طرف بڑھ جائے اور افغانستان کو لبنان کی بدقسمتی سے دوچار کر دے۔ حکومت پاکستان نے بھی افغان مسئلے کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ پاکستانی فوج جو ۱۳ برس سے افغان جہاد کا دباؤ برداشت کر رہی تھی اس وقت نازک ترین مرحلے میں اس کے سربراہ بنگلہ دیش کے دورے پر ہیں اور حکومت پاکستان کے انتظامی سربراہ جناب وزیر اعظم آسٹریا کے دورے پر ہیں۔ مگر جہادِ افغانستان کے بارے میں سب سے بڑی ذمہ داری بھی تو پاکستان ہی کی ہے خدا کرے کہ ارباب اقتدار اور ذمہ داران حکومت بھی اس کو سمجھیں اور اس میں اپنا موثر رول ادا کرسکیں۔